نوجوانوں کی تربیت کا نبوی اسلوب

تحریر: عبدالمالک مجاہد۔ سعودی عرب

نوجوان کسی بھی معاشرے کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ قوموں کی ترقی و زوال کا انحصار نوجوانوں کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت میں نہایت رہنما اصول مقرر فرمائے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا نہایت خوبصورت پہلو یہ بھی تھا کہ آپ نے نوجوانوں کو بڑی اہمیت دی۔ ان کو اپنے قریب کیا۔ ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمایا۔ حتی الامکان ان کی ضروریات کو پورا فرمایا، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آیئے ہم سیرت کے اوراق پلٹتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا نوجوانوں کے ساتھ کیسا تعامل تھا اور آپ ﷺ نے کس طرح ان کی عملی تربیت فرمائی۔ حجۃ الوداع کا موقع اور منیٰ کا میدان ہے۔ آپ ﷺ دسویں ذوالحجہ کو اپنی اونٹنی پر سوار ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار کیا ہوا ہے۔ ہاشمی خاندان کے لوگ عموماً بڑے خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس واقعہ کے راوی فضل رضی اللہ عنہ کے بھائی سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ فضل رضی اللہ عنہ نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی پر بیٹھے لوگوں کے سوالوں کا جواب دے رہے ہیں، انہیں حج کے مسائل پر فتاویٰ دے رہے ہیں۔ اتنے میں بنو خثعم کی ایک نوجوان لڑکی آتی ہے اور آپؐ سے ایک سوال کا جواب پوچھتی ہے۔ یہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ میرے بھائی فضل رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ادھر اس لڑکی نے بھی فضل رضی اللہ عنہ کو دیکھنا شروع کر دیا۔

قارئین کرام! یہاں ذرا رک جائیں اور غور کریں کہ حج کے ایام، منیٰ کا میدان اور اس مقدس مقام پر اس طرح کا منکر؟ مگر ذرا دیکھئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تربیت کا کتنا خوبصورت طریقہ اختیار فرمایا ہے؟ ایک بات ذہن میں ضرور رکھیئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشر تھے۔ بشری تقاضے اپنی جگہ موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کو ڈانٹنے کی بجائے اپنا مقدس ہاتھ ان کے چہرے پر رکھا اور اسے دوسری طرف موڑ دیا کہ وہ اس لڑکی کی طرف دیکھ نہ سکیں۔

قارئین کرام! ذرا دیکھئے اللہ کے رسول ﷺ کا کتنا عمدہ اخلاق تھا کہ آپؐ نے اس موقع پر کوئی وعظ کوئی لمبی چوڑی نصیحت نہیں کی۔ آپ ﷺ نوجوانوں کے جذبات کو خوب سمجھتے تھے۔ مرد اور خصوصاً نوجوان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ کوئی خوبصورت لڑکی اس کے سامنے آتی ہے تو وہ اسے دیکھنے لگے گا۔ اسلام نے اسی لیے تو غض بصر کا حکم دیا ہے۔

اب ذرا پھر اسی میدان منیٰ میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی آپؐ سے کیا فتویٰ پوچھ رہی ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ! میرا والد بوڑھا آدمی ہے۔ وہ سفر کی مشقت برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر میں اپنے والد کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کا فریضہ پورا ہو جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ سوال کے جواب میں فرمار ہے ہیں کہ ''ہاں''۔ مراد یہ ہے کہ تم اپنے والد کی جگہ حج بدل کر سکتی ہو۔[صحیح بخاری]

اللہ کے رسول ﷺ کا اسوۂ ہمارے سامنے ہے آپؐ نے ایک منکر کو وعظ و نصیحت کے ذریعے نہیں بلکہ عملی قدم اٹھا کر اسے ختم کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نوجوانوں کو کس طرح اپنے قریب کیا۔ اس کی ایک مثال ابومحذورہ رضی اللہ عنہ والے واقعہ سے ملتی ہے۔

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا اصلی نام اوس بن معیر تھا۔ یہ اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر مکہ کے اطراف میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ مکہ فتح ہو چکا تھا۔ مگر ابومحذورہؓ نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر کوئی پندرہ سال کی ہوگی۔ آپ ﷺ فتح مکہ کے بعد حنین تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ غزوۂ طائف کیلئے تشریف لے جاتے ہیں۔ واپسی پر وادی حنین کے قریب جعرانہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ یہ ذہن میں رہے کہ جعرانہ کا مقام مکہ مکرمہ سے زیادہ دور نہیں۔ بلکہ اب تو وہ مکہ مکرمہ میں شامل ہو چکا ہے۔

ابومحذورہؓ پہاڑی کی دوسری طرف اپنے ساتھیوں کے ساتھ بکریاں چرا رہا تھا۔ ''غالباً'' ظہر کی اذان کا وقت ہوا تو سیّدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے اذان دینا شروع کی۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی خوبصورت آواز ابو محذورہؓ کے کانوں سے ٹکراتی ہے۔ وہ ان دل نشین کلمات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ابومحذورہؓ اور اس کے ساتھی خوش مزاج تھے۔ ابومحذورہؓ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نقل اتارنا شروع کر دی ہے۔ ادھر یہ نوجوان مذاق ہی مذاق میں اذان دینا شروع کر دیتا ہے۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا۔(اَللّٰهُ اَکْبَر اَللّٰهُ اَکْبَر) تو ابومحذورہؓ نے بھی کہا:(اَللّٰهُ اَکْبَر اَللّٰهُ اَکْبَر)

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے کیمپ میں اور ابومحذورہؓ اپنی بکریوں میں کھڑا ان کلمات کو اس انداز میں دہرا رہا ہے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: (أَشْهَدُ أَن لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه) ابومحذورہؓ نے بھی کہا: (أَشْهَدُ أَن لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه) بلال رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں: (أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه) اس کی آواز بڑی خوبصورت اور صاف تھی۔ خوش قسمتی اس کی راہ تک رہی تھی۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے کیمپ میں ابومحذورہؓ کی آواز سن رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی آواز بڑی بھلی اور خوبصورت لگتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا علیؓ بن ابی طالب اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس اذان دینے والے نوجوان کو بلا کر لاؤ۔

وہ دونوں فوراً پہاڑی کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ ابھی اذان کون دے رہا تھا؟ وہ شرما گئے، جواب نہ دیا تو انہوں نے ان تمام چرواہوں کو گھیر کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لڑکوں سے پوچھا کہ ابھی ابھی تم میں سے کس نوجوان نے اذان کے کلمات دہرائے تھے؟ لڑکے ڈر، خوف، خجالت اور حیا کے مارے خاموش ہیں۔

قارئین کرام! اب ذرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نوجوانوں کے ساتھ سلوک دیکھئے کہ آپ نے ان سے ناراض ہونے یا ڈانٹنے کی بجائے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم اذان سناؤ۔ اس نے اذان دینا شروع کی مگر اس کی آواز اچھی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے نوجوان سے کہا کہ اچھا! اب تم سناؤ۔ مگر اس کی آواز بھی اس طرح نہ تھی جس کی سماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرے لڑکے سے فرمایا کہ اچھا اب تم اذان سناؤ۔ اس نوجوان نے اذان دینا شروع کی تو اس کی آواز بڑی پیاری واضح اور خوبصورت تھی۔ نوجوان کا نام اوس اور کنیت ابومحذورہ تھی۔ اسی نے ہی سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نقل اتاری تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ ابھی ابھی تم ہی نے اذان دی تھی؟ ابومحذورہؓ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ جی ہاں، وہ میں ہی تھا۔ [مسند احمد]۔

ابومحذورہؓ کے دوسرے ساتھیوں کو اشارہ ہوا تو وہ فوراً بھاگ گئے مگر ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ تم یہیں بیٹھے رہو۔ ابومحذورہؓ ابھی تک کافر تھا۔ اب اسے یہ ڈر اور خوف ہوا کہ کہیں میرے قتل کا حکم نہ جاری ہو جائے کیونکہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی نقل اتاری ہے۔ ابومحذورہؓ دیکھتا ہے کہ کائنات کی سب سے مشفق اور

تربیت کرنے والی ہستی اپنے مبارک ہاتھ کو اس کی طرف بڑھاتی ہے۔ ابو محذورہؓ نے سر پر عمامہ باندھ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے عمامہ کو اس کے سر سے اتارا اور اس کے سر پر اپنا مبارک اور مشفق ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: (اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْهِ وَاھْدِهٖ اِلَی الْاِسْلَام) ''اے اللہ! اسے برکت عطا فرما اور اسے اسلام کی ہدایت عطا فرما۔'' [موسوعہ الدفاع عن الرسول]

راوی بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک بار پھر ابو محذورہؓ کیلئے یہی دعا فرما رہے ہیں کہ ''اے اللہ! اسے برکت اور اسلام کی ہدایت عطا فرما۔'' ذرا دیکھئے! اللہ کے رسول ﷺ نے اس نوجوان کا دل کس طرح جیتا کہ اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیر کر اسے دعائیں دی ہیں، اور پھر اس نوجوان پر آپ کے اعلیٰ اخلاق کا آپ ﷺ کے حسن تعامل کا فوری اثر ہوتا ہے کہ وہ اسی وقت پکار اٹھتا ہے کہ (أَشْهَدُ أَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰه)

قارئین کرام! یہ تھا تزکیہ نفس، یہ تھا آپ کی محبت اور پیار کا فوری نتیجہ کہ ابو محذورہؓ چند ہی منٹوں میں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کے نورانی راستے کا راہی بن جاتا ہے۔ کہاں اس کو یہ خوف اور ڈر کہ کہیں اسے قتل نہ کر دیا جائے یا اسے مارا پیٹا نہ جائے کہ اس نے اذان کا مذاق اڑایا تھا۔

قارئین کرام! ہم ذرا آگے بڑھتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا کہ ابو محذورہؓ کی آواز بڑی خوبصورت ہے، اس نے اذان بڑی پیاری دی تھی۔ مکہ مکرمہ فتح ہو چکا تھا۔ حرم مکی میں ایک اونچی اور خوبصورت آواز میں اذان دینے والے کی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے اس نوجوان کی صلاحیتوں سے اندازہ لگا لیا تھا کہ ابو محذورہؓ اس ذمہ داری کو بڑی خوبی سے ادا کر سکتا ہے تو آپ ﷺ بطور مؤذن ابو محذورہؓ کا انتخاب کر لیتے ہیں۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرماتے ہیں: (اِذْهَبْ مُؤَذِّنًا فِیْ أَهْلِ مَکَّةَ، أَنْتَ مُؤَذِّنُ أَهْلِ مَکَّةَ) ''جاؤ تم اہل مکہ کے موذن ہو، تمہیں مکہ والوں کیلئے موذن مقرر کیا جاتا ہے۔'' مکہ مکرمہ کے گورنر سیدنا عتاب بن اسید تھے، انہیں ابو محذورہؓ کے بطور موذن تقرر کے احکامات فوری بھجوا دیئے جاتے ہیں۔ [سیر أعلام النبلاء:]

قارئین کرام! کہاں ایک معمولی چرواہا اور کہاں کعبۃ اللہ میں موذن کا منصب جلیل یہ بلند رتبہ جسے مل جائے اس کی خوش قسمتی کے کیا کہنے؟ اور پھر ابو محذورہؓ کی قسمت کے کیا کہنے کہ پانچوں وقت اللہ کے گھر میں بلانے کا منصب جلیل۔ یہ سعادت، یہ عزت، یہ شرف صرف ابو محذورہ رضی اللہ عنہ تک نہیں چلتا بلکہ نسل در نسل

ان کے خاندان کے لوگ اس منصب پر فائز رہتے ہیں، سیرت نگاروں کے مطابق ان کی اولاد تین سو سال تک حرم مکی میں موذن رہی۔

قارئین کرام! ویسے تو اللہ کے رسول ﷺ کی نوجوانوں کے ساتھ محبت اور حسن سلوک کے واقعات سے سیرت کی کتابیں بھری ہوئی ہیں مگر اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آپ نوجوانوں کو کس طرح قریب کرتے تھے۔ یہ ایک غیر شادی شدہ نوجوان تھا۔ جو مسجد نبوی میں داخل ہوا ہے یہ اللہ کے رسول ﷺ سے ملنا چاہتا ہے۔ آپؐ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہے۔ آپؐ سے ایک نہایت غلط کام کی اجازت لینا چاہتا ہے۔ کوئی ایسا ویسا سوال! اس جیسا سوال کوئی اپنے باپ، بھائی یا اپنے دوست سے بھی کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ بلکہ آج تک اس قسم کا سوال شاید ہی کسی نے اپنے مربی یا قائد سے کیا ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی طرف التفات فرمایا، اس نوجوان کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا تو وہ گویا ہوا: (يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِئذَن لِي بِالزِّنَا) اللہ کے رسول ﷺ مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجیے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا تو حیران رہ گئے، سوال پر بڑے متعجب ہیں؟ ایسا سوال تو کسی عام شخص سے بھی نہیں کیا جاسکتا اور یہ تو اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ کائنات کے امام ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیک آواز کہہ رہے ہیں:

مَه مَه ''ارے! رک جاؤ'' ''ارے! رک جاؤ۔'' یہ کس قسم کا سوال کر رہے ہو؟ کس شخصیت سے سوال کرر ہے ہو؟ وہ شخصیت جو کائنات کے باسیوں کا تزکیہ نفس کرنے کیلئے تشریف لائی ہے۔ اس قبیح حرکت کو تو کوئی بھی معاشرہ قبول نہیں کرتا اور اسلام نے تو اسے اس سختی سے مسترد کردیا ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ ہے تو اس کی سزا اتنی شدید ہے کہ اس کا تصور بھی مشکل ہے کہ اسے پتھروں سے مار مار کر ختم کردیا جائے۔

قارئین کرام! اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچیے، غور کیجئے کہ آج کے دور میں اس قسم کا سوال کسی بڑے سے کیا جاسکتا ہے؟ اگر کوئی ایسا سوال کر بیٹھے تو ممکن ہے اسے مارا پیٹا جائے۔ اسے بُرا بھلا کہا جائے اسے اپنی مجلس سے نکال دیا جائے مگر یہاں رحمۃ للعالمین ہیں اپنی امت کے سب سے بڑے خیر خواہ جو نوجوانوں سے شدید محبت کرتے ہیں۔ ان کے امور کو شفقت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ اس نوجوان کو محبت بھری نگاہوں سے مسکراتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو، اسے پوچھنے دو، سوال کرنے دو اور پھر نوجوان سے فرمایا: (اُدْنُه) قریب

ہو جاؤ۔'' وہ نوجوان آپ ﷺ کے قریب ہوتا گیا حتیٰ کہ آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔

قارئین کرام! ذرا تصور کیجئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ایک نوجوان بیٹھا ہوا ہے جس نے بڑا بیہودہ قسم کا سوال کیا ہے۔ آپ کی تربیت کا انداز کہ نہ تو اسے ڈانٹا نہ ہی طعنہ دیا نہ ہی یہ فرمایا کہ ارے پاگل! بھلا کوئی اس قسم کا بھی سوال کرتا ہے؟ بلکہ ایک مشفق باپ اور مربی کی طرح اسے بڑے عمدہ انداز میں پوچھتے ہیں: (أَتُحِبُّه لِأُمِّکَ) ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ ایسی حرکت کوئی شخص تمہاری ماں سے کرے؟''

نوجوان جواب میں عرض کرتا ہے: (لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِی اللّٰهُ فِدَاکَ) ''میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں ہرگز اپنی ماں کیلئے ایسی حرکت پسند نہیں کروں گا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (فَکَذَالِکَ النَّاسُ لَا یُحِبُّونَه لِأُمَّهَاتِهِمْ) ''اسی طرح لوگ اپنی ماؤں کے ساتھ ایسی حرکت پسند نہیں کرتے۔'' اب ذرا تربیت کا انداز ملاحظہ کیجئے کہ آپ ﷺ اس نوجوان سے پوچھ رہے ہیں: (أَفَتُحِبُّهُ لِابنَتِکَ؟) کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص یہی حرکت تمہاری بیٹی کے ساتھ کرے؟'' نوجوان جواب میں عرض کر رہا ہے کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں ہرگز اپنی بیٹی کے ساتھ ایسی حرکت پسند نہیں کروں گا۔

آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ کوئی بھی شخص اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا عمل پسند نہیں کرتا۔ اب اللہ کے رسول ﷺ اس سے پوچھ رہے ہیں کہ بتاؤ اگر یہی حرکت کوئی تمہاری بہن کے ساتھ کرے تو تمہیں کیسا لگے گا؟ نوجوان کہہ رہا ہے میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں قطعاً پسند نہیں کروں گا۔ ارشاد فرمایا: کہ لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کیلئے پسند نہیں کرتے۔

قارئین کرام! یہ تھا اللہ کے رسول ﷺ کا نوجوانوں کے ساتھ تعامل، کہ آپ ﷺ کس حکمت کس پیار اور محبت کے ساتھ ایک ایک رشتے کا نام لے کر اس نوجوان سے سوال کر رہے ہیں۔ اگلا سوال پھوپھی کے بارے میں تھا۔ پھر خالہ کا نام لے کر پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اپنی پھوپھی اور خالہ کے ساتھ ایسی حرکت کو برداشت نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے ساری بات کا خلاصہ بیان فرما دیا، ارشاد ہوا: (اِکرَهْ ماکَرِهَ اللّٰهُ) ''اسے ناپسند کرو جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔'' اب دیکھئے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس نوجوان کو کیا اعزاز بخشتے ہیں۔ آپ ﷺ اس نوجوان کے سینے پر اپنا دست شفقت رکھتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں دعا فرما رہے ہیں (اَللّٰهُمَّ اغفِرْ ذَنبَهُ وَ طَهِّر قَلبَهُ وَ حَصِّن فَرجَه) ''اے اللہ اس کے

گناہوں کومعاف کردے اس کے دل کوصاف کردے اوراس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔'' [مسند أحمد 257/5]

قارئین! اس واقعہ کے بعداس نوجوان کی تو زندگی ہی بدل جاتی ہے آپ ﷺ کے مقدس ہاتھ کی ٹھنڈک سے جوسکون اور چین ملا وہ پوری زندگی اس نوجوان کونہیں بھولا۔آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے تمام شیطانی وساوس ختم ہو گئے۔اس کا ذہن صاف ہوگیا،اس کی نگاہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ادھرادھر دیکھنے کی بجائے زمین کی طرف گڑی رہتی تھیں۔

اس لیے کہ جونگاہیں حرام چیزیں دیکھنے سے رک جائیں ان کواللہ کا دیدارنصیب ہوگا۔اللہ کے رسول ﷺ کی یہ نوجوانوں کے ساتھ محبت اورسلوک تھا کہ آپ ﷺ نے اس سے نہایت حکمت سے ایسے سوالات کیے جن سے اس کے دل ودماغ میں جوشیطانی خیالات تھے دورہو گئے۔وہ ہرسوال کے جواب میں انکارکرتا ہے کہ میں ایسا برداشت نہیں کرسکتا۔آخری بات یہ عرض کروں گا کہ ممکن ہے کوئی اور قائد ہوتا تو وہ اس سوال کے جواب میں صرف یہ کہہ دیتا کہ جاؤ میاں جاؤ تمہارے لیے ایسے کام کیلئے کوئی رخصت نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے ایسے نفسیاتی سوالات کیے جن کا جواب سوائے ''نہ'' کے کچھ نہ تھا۔اسی لیے فرمایا کہ کوئی شخص بھی نہیں چاہتا کہ اس کی محرمات کے ساتھ کوئی ایسی حرکت کرے،لہٰذاتم یہ شیطانی خیال ذہن سے نکال دو۔یوں چند حکیمانہ جملوں سے آپ ﷺ نے اس نوجوان کی زندگی کی کایاپلٹ دی۔

یقیناً سیرت کے ان اوراق میں ہمارے لیے بہت اسباق ہیں۔ ہمارے علمائے کرام، دعاۃ اور واعظین کوان سے خوب فائدہ اٹھانا چاہیے۔

افتتاح مسجد اہل حدیث کڑی افغاناں

موضع کڑی افغاناں میں عظیم الشان مسجد چوہدری قربان (رادھرم) کی کوشش سے تعمیر ہوئی مورخہ 27 اپریل بروز اتوار دن 10 بجے اس مسجد کی عظیم الشان افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت رئیس الجامعہ نے کی۔اس تقریب میں مولانا احتشام الحق بھوپال نے خطاب کیا جس میں کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔اس موقع پر ڈھوک چوہدری فضل احمد داخلی کڑی افغاناں اور ڈھوک چوہدری غلام محمد داخلی کڑی افغاناں کا بھی افتتاح ہوا۔یادرہے کہ یہاں پرایک لائبریری بھی قائم کی جائے گی۔ان شاءاللہ۔

رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر کی دعا سے یہ تقریب تکمیل پذیرہوئی اورآخر میں شرکاء کی ضیافت کی گئی۔